من ان المحقق یدعی الوجوب بناء علی ادعاء قطعیۃ الدلالۃ وقد علمت انہ ضد ما صرح المحقق **وثالثاً** قولہ بہ تثبت السنۃ ذھول عما حقق المحقق من ان الظنیۃ ولو فی جانبی الثبوت والاثبات لاتقعد الطلب لجانم عن افادۃ الایجاب کما قد منا تحقیقہ ھذا مامست الحاجۃ الیہ للاحقاق والانتصار للمحقق علی الاطلاق ولنرجع الی ماکنا فیہ **ثالثاً** اگر اس بحث محقق پر لحاظ بھی ہو تو بسم اللہ واجب للوضوء ہوگی نہ کہ فی الوضوء اور ہمارا کلام افعال داخلہ فی الوضوء میں ہے کما علمت ھذا والکلام وان افضی الی قلیل تطویل فقد اتی بحمد اللہ بجزیل تحصیل والحمد للہ علی ما علم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا والہ وصحبہ وسلم واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم واخرجت العجالۃ فی صورۃ الرسالۃ سمیتھا **الجود الحلو فی ارکان الوضوء** والحمد للہ رب العٰلمین

مسئلہ ۱۲ از بلگرام ضلع ہردوئی محلہ میدان پورہ مرسلہ حضرت سید ابراہیم صاحب انصار حیدر گان رسول شریف ۲۲ جمادی الاولٰی ۱۳۱۱ھ

ماقولکم دام فضلکم کہ مسواک کتنی طول میں ہونا چاہیے سنا ہے کہ غایۃ السوال فی مسائل المسواک مؤلفہ مولوی حافظ شوکت علی صاحب میں لکھا ہے کہ اگر بالشت بھر سے زائد مسواک ہو تو وہ مرکب شیطان ہے امید کہ اسکی سند لکھی جائے بینوا توجروا۔

الجواب

یہ قول امام عارف باللہ حکیم الامۃ سیدی محمد بن علی ترمذی قدس سرہ سے منقول ہے درمختار میں ہے لایزاد علی الشبر والا فالشیطان یرکب علیہ حاشیہ طحطاویہ علی مراقی الفلاح میں ہے یکون طول شبر مستعملہ لان الزائد یرکب علیہ الشیطان شرح نقایہ علامہ قہستانی میں ہے قال الحکیم الترمذی لایزاد علی الشبر والا فالشیطان یرکب علیہ **اقول** شک نہیں کہ ظاہر حقیقت ہی جب تک کوئی صارف نہ ہو ولا مانع منہا فالشیطان موجود ورکوبہ ممکن واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اگرچہ علامہ طحطاوی نے حاشیہ درمیں فرمایا لعل المراد من ذلک انہ ینسبہ استعمالہ او یوسوس لہ اھ **اقول** ظاہرہ انہ فہم رجوع ضمیر علیہ الی المستاک وانما ھو الی السواک کما یفصح عنہ مانقل ھو نفسہ فی حاشیۃ المراقی واللہ تعالٰی اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۱۳ ۲۱ شعبان معظم ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ بعد وضو مونھ کپڑے سے پوچھنا نہیں چاہیے اس میں ثواب وضو کا جاتا رہتا ہے بینوا توجروا

تنویر القندیل فی اوصاف المندیل

https://www.facebook.com/darahlesunnat

الجواب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ثقل میزاننا بالوضوء وجعلنا غرا محجلین من اثار الوضوء والصلاۃ والسلام علی من کان مندیل سعدہ احسن وانفس من کل حریر ما سخین بہ عن وجوھنا وقلوبنا کل درن ووسخ للتنویر اللہ تعالٰی ثواب عطا فرمائے وضو کا ثواب جاتا رہنا محض غلط ہے۔ ہاں بہتر ہے کہ بے ضرورت نہ پونچھے اور تو متکبرین کی طرح اوس کی عادت نہ ڈالے اور پونچھے تو بے ضرورت بالکل خشک نہ کرلے قدرے نم باقی رہنے دے کہ حدیث ف۱ میں آیا ہے ان الوضوء یوزن یہ پانی روز قیامت نیکیوں کے پلے میں رکھا جائیگا رواہ الترمذی عن ابن شہاب الزہری من اواسط التابعین وعلقہ عن سعید بن المسیب من اکابرھم وافضلھم **اقول** ف۲ والمعلق عندنا فی الاستناد کالموصول وقد وصلہ ابوبکر بن ابی شیبۃ انہ قال اکرہ المندیل بعد الوضوء وقال ھو یوزن ف۳ وما لا یقال بالرأی فعلی الرفع محمول ما لم یکن صاحبہ اخذ عن الاسرائیلیات بل قد رفعہ تمام فی فوائدہ وابن عساکر فی تاریخہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من توضأ فمسح بثوب نظیف فلا باس بہ ومن لم یفعل فھو افضل لان الوضوء یوزن یوم القیمۃ مع سائر الاعمال یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جو وضو کرکے پاکیزہ کپڑے سے بدن پونچھ لے تو کچھ حرج نہیں اور جو ایسا نہ کرے تو یہ بہتر ہے اسلیے کہ قیامت کے دن آب وضو بھی سب اعمال کے ساتھ تولا جائیگا۔ **اقول** وبہ انتفی الاستدلال بوزنہ علی کراھۃ مسحہ کما قال الترمذی فی جامعہ ان من کرھہ انما کرھہ من قبل انہ قیل ان الوضوء یوزن الخ فھذا الحدیث مع تصریحہ بالوزن نص علی نفی الکراھۃ وان ذلک انما ھو استحباب ف۴ ومعلوم ان ترک المستحب لا یوجب کراھۃ التنزیہ کما حققہ فی البحر والشامی وغیرھما اسکے سوا اسکی ممانعت یا کراہت کے بارے میں اصلا کوئی حدیث نہیں بلکہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے متعدد حدیثوں میں اسکا فعل مروی ہوا جامع ترمذی میں ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے قالت کان لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خرقۃ یتنشف بہا بعد الوضوء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک رومال رکھتے کہ وضو کے بعد اوس سے اعضائے منور صاف فرماتے **قلت** ونحوہ للدارقطنی فی الافراد عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نیز جامع ترمذی میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے قال رأیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا توضأ مسح وجھہ بطرف ثوبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب وضو فرماتے اپنے آنچل سے روئے مبارک صاف کرتے سنن ابن ماجہ میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم توضأ فقلب جبۃ صوف کانت علیہ فمسح بہا وجھہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ

ف۱: وضو کا پانی روز قیامت نیکیوں کے پلے میں رکھا جائیگا

ف۲: المعلق عندنا کالموصول

ف۳: ما لا یقال بالرأی یحمل علی الرفع اذا لم یکن صاحبہ اخذ عن الاسرائیلیات

ف۴: ترک المستحب لا یوجب کراھۃ تنزیہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

وسلم نے وضو فرما کر اوس کپڑے سے چہرۂ انور پونچھا **اقول** یہ چاروں حدیثیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر تعدد طرق سے اوسکا انجبار ہوتا ہے معہذا حلیہ میں فرمایا کہ جب حدیث ضعیف بالاجماع فضائل میں مقبول ہے تو اباحت میں بدرجہ اولٰے علاوہ بریں یہاں ایک حدیث حسن قولی بھی موجود امام ابو المحاسن محمد بن علی رحمہ اللہ تعالی کتاب الالمام فی آداب دخول الحمام میں روایت فرماتے ہیں **اخبرنا** محمد بن اسمعیل انا ابو اسحق الارموی اخبرتنا کریمۃ القرشیۃ انا ابو علی بن الجبوبی انا ابو القاسم المصیعی انا ابو عبد الرحمن بن عثمن انا ابرھیم بن محمد بن احمد بن ابی ثابت ثنا احمد بن بکیر ثنا یعلی ثنا سفین عن لیث عن زہیق عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لاباس بالمندیل بعد الوضوء یعنی انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا وضو کے بعد رومال میں کچھ حرج نہیں امام مذکور اس حدیث کو روایت کرکے فرماتے ہیں ھذا الاسناد لاباس بہ حلیہ میں فرمایا وقول الترمذی لایصح عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی ھذا الباب شیئ انتہی لاینفی وجود الحسن ونحوہ والمطلوب لایتوقف ثبوتہ علی الصحیح بل یثبت بہ کما یثبت بالحسن ایضا لاجرم محرر المذہب امام ربانی سیدنا امام محمد شیبانی قدس سرہ النورانی کتاب الآثار شریف میں فرماتے ہیں **اخبرنا ابو حنیفۃ** عن حماد عن ابرھیم فی الرجل یتوضأ فیمسح وجہہ بالثوب قال لاباس بہ ثم قال ارأیت لواغتسل فی لیلۃ باردۃ ایقوم حتی یجف قال محمد وبہ ناخذ ولانری بذلک باسا وھو قول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ یعنے امام اجل ابرہیم نخعی سے اسباب میں استفتا ہوا کہ آدمی وضو کرکے کپڑے سے مونھ پونچھے فرمایا کچھ حرج نہیں پھر فرمایا بھلا دیکھو تو اگر ٹھنڈی رات میں نہائے تو کیا یونہیں کھڑا رہے یہاں تک کہ بدن خشک ہو جائے امام محمد نے فرمایا ہم اسیکو اختیار فرماتے ہیں ہمارے نزدیک اسمیں کچھ حرج نہیں اور یہی قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ وضو وغسل دونوں کا اسباب میں ایک ہی حکم ہو بلکہ لبسا اقات غسل میں کپڑے سے بدن خصوصًا سر پونچھنے کی حاجت بہ نسبت وضو کے زائد ہوتی ہے اور اگر تجربۂ صحیحہ یا خبر طبیب حاذق مسلم مستور سے معلوم ہو کہ نہ پونچھنا ضرر شدید کا باعث ہوگا جب تو صاف کرلینا واجب ہو جائیگا اگرچہ وضو میں اگرچہ بنہایت مبالغہ کہ نم کا نام نہ رہے حلیہ میں ہے ھذا کلہ اذا لم تکن حاجۃ الی التنشیف فان کانت فالظاھر انہ لاینبغی ان یختلف فی جوازہ من غیر کراھۃ بل فی استحبابہ او وجوبہ بحسب تلک الحاجۃ اور صحیحین کی حدیث میں جو ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ہے انہا اتت النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بالمندیل بخرقۃ بعد الغسل فلم یردھا وجعل ینفض الماء بیدہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نہائے یہ کپڑا جسم اقدس صاف کرنیکو

ف۱: حدیث ضعیف استحباب و اباحت میں بالاجماع مقبول ہے

ف۲: قول المحدثین لایصح لاینفی الحسن

ف۳: مسئلہ تنویر القند غسل کے بعد بدن پونچھنے کا حکم

ف۴: مسئلہ اگر اعضا نہ پونچھنے سے ضرر ثابت ہو تو پونچھنا واجب ہے

https://www.facebook.com/darahlesunnat

حاضر لائیں حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نہ لیا اور ہاتھ سے پانی پونچھ پونچھ کر جھاڑا اس سے کراہت ثابت نہیں ہوتی لانہا واقعۃ عین لا عموم لہا ممکن ہے کہ وہ کپڑا میلا تھا پسند نہ فرمایا ذکرہ الامام النووی فی شرح المہذب

اقول وفیہ بُعد ان تکون ام المؤمنین اختارت لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مثل ہذا مع علمہا بکمال نزاہتہ ونظافتہ ولطافتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا ان یقال ظنت الحاجۃ لبرد ونحوہ ولم تجد الا ما اتت بہ۔ ممکن ہے کہ نماز کی جلدی تھی اسلئے نہ لیا ذکرہ ایضا اقول ولا یرد علیہ انہ لا یظہر الفرق بین التنشف بالثوب وفی النفض بالید فی الاستعجال لان لفظ البخاری فناولتہ ثوبا فلم یاخذہ فانطلق وھو ینفض یدیہ اھ فلعلہ لاجل الاستعجال لم یقم لیتنشف بالثوب ولم یرد استصحابہ بخلاف النفض بالید فکان یحصل ماشیا کما فعل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ ممکن ہے کہ اپنے رب عزوجل کے حضور تواضع کے لئے ایسا کیا ذکرہ ایضا اقول یعنی رومالوں سے بدن صاف کرنا ارباب تنعم کی عادت ہے اور ہاتھ سے پانی پونچھ ڈالنا مساکین کا طریقہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تواضعاً طریقہ مساکین پر اکتفا فرمایا۔ ممکن ہے کہ وقت گرم تھا اوس وقت بقائے تری ہی مطلوب تھی ذکرہ القاری فی المرقاۃ بکلام ام المؤمنین کا کپڑا پیش کرنا ظاہر اسطرف ناظر کہ ایسا ہوتا تھا مگر اس وقت کسی وجہ خاص سے قبول نہ فرمایا قالہ ابن التین نقلہ فی ارشاد الساری ولفظہ ما اتی بالمندیل الا انہ کان یتنشف بہ وردہ لشیئ رأہ کان فیہ اھ

اقول ویتوقف علی اثبات ان ہذا لم یکن اول غسلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عندہا وانی لہ ذلک بالجملہ اسقدر میں شک نہیں کہ ترک احیانا دلیل کراہت نہیں ہوسکتا بلکہ وہ تتمہ دلیل سنیت ہوتا ہے اور آخر تاویلات حدیث وہ ہے جو امام اجل ابرہیم نخعی استاذ الاستاذ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما نے افادہ فرمائی کہ سلف کرام کپڑے سے پونچھنے میں حرج نہ جانتے مگر اسکی عادت ڈالنا پسند نہ فرماتے کہ وہ باب ترفہ وتنعم سے ہے سنن ابوداؤد میں حدیث میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے آخر میں ہے فذکرت ذلک لابرہیم فقال کانوا لا یرون بالمندیل بأسا ولکن کانوا یکرہون العادۃ ولفظ الطبری قال الاعمش فذکرت ذلک لابرہیم فقال انما کانوا یکرہون المندیل بعد الوضوء مخافۃ العادۃ پھر نفس حدیث میں دلیل جواز موجود کہ ہاتھ سے پانی صاف فرمایا اور صاف کرنے میں جیسا کپڑا ویسا ہاتھ ذکرہ الامام النووی فی شرح المہذب واوردہ فی شرح مسلم عن بعض العلماء مقرا علیہ لکن نقل العلامۃ علی القاری فی المرقاۃ شرح المشکوۃ عن بعض علمائنا ان معنی قولہا رضی اللہ تعالٰی عنہا فانطلق وھو ینفض یدیہ یحرکہما کما ھو عادۃ من لہ بجولیۃ قال وقیل ینفضہما لازالۃ الماء المستعمل وھو منہی عنہ فی الوضوء والغسل لما فیہ من اماطۃ اثر العبادۃ مع ان الماء مادام علی العضو لا یسمی مستعملا فالاول اولی اھ ثم نقل عن القاضی

ف۱: حکایۃ وقائع الحال لا تدل علی العموم

ف۲: تطفل علی الامام النووی

ف۳: تطفل علی الامام القسطلانی وابن التین

الا ان یقول التغییر غیرہ کما ھو عادۃ الاولیاء ۱۲ منہ

ف۴: مسئلہ وضو وغسل میں پانی ہاتھ سے جھٹکنا بہتر نہیں مگر منع نہیں اور اسکے بارے میں جو حدیث آئی کہ وہ شیطان کا پنکھا ہے ضعیف ہے

https://www.facebook.com/darahlesunnat

الامام عياض ان من فوائد الحديث جواز النفض والاولى تركه لقوله عليه الصلاة والسلام اذا توضأتم فلا تنفضوا ايديكم ومنهم من حمل النفض على تحريك اليدين فى المشى وهو تأويل بعيد اھ ثم قال اعنى القارى قلت وان كان التاويل بعيدا فالحمل عليه جمعا بين الحديثين اولى من الحمل على ترك الاولى اھ اقول اولا قد اعترفتم ببعد التأويل وهو كذلك ولم يثبت فى النهى عن النفض حديث صحيح قال الامام النووى فى المنهاج تحت الحديث المذكور فيه دليل على ان نفض اليد بعد الوضوء والغسل لا باس به وقد اختلف اصحابنا فيه على اوجه اشهرها ان المستحب تركه ولا يقال انه مكروه والثانى انه مكروه والثالث انه مباح يستوى فعله وتركه وهذا هو الاظهر المختار فقد جاء هذا الحديث الصحيح فى الاباحة ولم يثبت فى النهى شئ اصلا اھ والحديث المذكور رواه ابو يعلى فى مسنده وابن عدى فى الكامل من طريق البخترى بن عبيد عن ابيه عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قال اشربوا اعينكم من الماء عند الوضوء ولا تنفضوا ايديكم فانها مراوح الشيطان ونحوه عند الديلمى فى مسند الفردوس والمخرجه ايضا ابن حبان فى الضعفاء وابن ابى حاتم فى العلل والبخترى ضعيف متروك كما فى التقريب وقال المناوى فى شرحه الكبير للجامع الصغير المسمى بفيض القدير ان البخترى ضعفه ابو حاتم وتركه غيره وقال ابن عدى روى عن ابيه قدر عشرين حديثا عامتها مناكير هذا منها ومن ثم قال العراقى سنده ضعيف وقال النووى كابن الصلاح لم نجد له اصلا اھ قلت وبعض اصحابنا وان عد واعدم النفض من اداب الوضوء كما فى الدر وغيره فلا غرو فان امثال الحديث فى امثال المقام تقوم بافادة الادبية اما ان ينتهض معارضا لحديث صحيح فكلا وثانيا ترك الاولى لافادة الجواز واقع عنه صلى الله تعالى عليه وسلم بحيث يجاوز حد الاحصاء وذلك هو الاولى منه صلى الله تعالى عليه وسلم لكونه من مشارع تبليغ الشرائع والبيان بالفعل اقوى عما شهد به حديث ام سلمة رضى الله تعالى عنها فى واقعة الحد بيبية وثالثا لفظ الحديث عند مسلم والنسائى فى طريق اخرى عن مخرج الحديث الاعمش اعنى بطريق عبد الله بن ادريس عن الاعمش عن سالم هو ابن ابى الجعد عن كريب عن ابن عباس عن ميمونة رضى الله تعالى عنهم ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم اتى بمنديل فلم يمسه وجعل يقول بالماء هكذا يعنى ينفضه اھ ولفظ ابى داود بطريق عبد الله بن داود عن الاعمش فناولته المنديل فلم يأخذه وجعل ينفض الماء عن جسده فهذه نصوص مفسرة لا تدع لتاويل ذلك البعض مساغا ولا مجالا فضلا عن ان يكون هو الاولى وانا اتعجب من القاضى الامام كيف يقتصر على تبعيده وكذا الشيخ المحقق حيث نقل هذا التاويل فى لمعات التنقيح شرح مشكوة المصابيح عن بعض الشروح واقره وقال فى اشعة اللمعات اين

ف۱: تطفل على العلامة القارى
ف۲: تضعيف البخترى بن عبيد
ف۳: تطفل ثان على القارى
ف۴: ترك الاولى لبيان الجواز هو الاولى من النبى صلى الله تعالى عليه وسلم
ف۵: تطفل ثالث على القارى
ف۶: تطفل على الامام القاضى عياض
ف۷: تطفل على الشيخ المحقق عبد الحق الدهلوى
ف۸: تطفل آخر عليه

تنویر القندیل

بعید ست از مقام شان کہ بقولی باطل مالہ من مساغ ھکذا اثر ان من الناس من یقول بکراھۃ المندیل بعد الوضوء دون الغسل قال فی الحلیۃ روی عن ابن عباس اھ قلت[۱] رواہ عبدالرزاق فی مصنفہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما انہ کرہ ان یمسح بالمندیل من الوضوء ولم یکرھہ اذا اغتسل من الجنابۃ اھ وحاول الامام ابن امیر الحاج فی الحلیۃ توجیہہ بان کراھتہ فی الوضوء لما ذکرنا عن الزھری قال ولم ینقل فی الغسل انہ یوزن اھ اقول[۱] تقاعد کونہ یوزن عن ایراث کراھۃ المسح قد قدمناہ[۲] وان سلم فالنقل فی الوضوء نقل فی الغسل بالقیاس[۳] الجلی بل بدلالۃ النص فان الغسل حسنۃ کالوضوء فان کان یوزن ماء الوضوء فکذا ماؤہ بل ھو اولی لانہا طہارۃ کبری وماؤہ اکثر واوفی وانما الامر عندی واللہ تعالٰی اعلم ان حبر الامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ رأی فی منعہ فی الغسل حرجا کما اسلفنا بالجملہ تحقیق مسئلہ وہی ہے کہ کراہت اصلا نہیں ہاں حاجت نہ ہو تو عادت نہ ڈالے اور پونچھے بھی تو تھوڑی نم باقی رکھنا افضل ہے فتاوٰی امام قاضی خان میں ہے لاباس للمتوضیئ والمغتسل ان یتمسح بالمندیل روی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یفعل ذلک ومنہم من کرہ ذلک ومنہم من کرہ للمتوضیئ دون المغتسل والصحیح ما قلناہ الا انہ ینبغی ان لا یبالغ ولا یستقصی فیبقی اثر الوضوء علی اعضائہ حلیہ میں ہے وکذا اوقع ذکر التنشیف بلفظ لاباس فی خزانۃ الاکمل وغیرہ وعزاہ فی الخلاصۃ الی الاصل بھذا اللفظ ایضا اھ یہاں[۴] سے ظاہر ہوا کہ وہ جو درمختار میں واقع ہوا کہ وضو کے بعد رومال سے اعضا پونچھنا مستحب ہے حیث قال من الاداب التمسح بمندیل وعدم نفض یدہ اور غنیہ میں کہ غسل کے بعد مستحب ہے حیث قال ویستحب ان یمسح بمندیل بعد الغسل اھ دونوں سہو قلم ہیں لا اعلم لہما سلفا فی ذلک فی المذھب فان الخلاف کما علمت فی الکراھۃ فضلا عن الاستحباب ولہذا ردالمحتار میں قول دُر پر فرمایا ذکرہ صاحب المنیۃ فی الغسل وقال فی الحلیۃ ولم ار من ذکرہ غیرہ وانما وقع الخلاف فی الکراھۃ الخ فاشار الی ان نقلہ الی الوضوء تفرد علی تفرد ہاں علامہ طحطاوی نے قول[۵] دُر کو بعد استنجا آب استنجا رومال سے پونچھنے پر حمل کیا اور وہ محمل حسن ہے متعدد کتب میں اوس کا استحباب منصرح ہے قال ط قولہ والتمسح ای مسح موضع الاستنجاء بخرقۃ کذا فی فتح القدیر اھ منیہ کے آداب الوضو میں ہے وان یمسح موضع الاستنجاء بالخرقۃ بعد الغسل قبل ان یقوم وان لم یکن معہ خرقۃ یجففہ بیدہ حلیہ میں ہے یعنی الیسری مرۃ بعد اخری حتی لا یبقی البلل علی ذلک المحل ومنہم من فسر الاستنقاء بھذا غنیہ میں ہے لیزول اثر الماء المستعمل بالکلیۃ الخ ثم قال ط وفی الھندیۃ ولا یمسح سائر اعضائہ بالخرقۃ[۶] التی یمسح بہا موضع الاستنجاء فلاینافی انہ یمسح بغیرھا اھ ونحوہ فی ردالمحتار اقول[۷] نعم وکرامۃ ولکن لا یقتضی ایضا استحباب مسح غیرہ بغیرہا

ف۱: تطفل علی الحلیۃ
ف۲: تطفل اخر علیہا
ف۳: تطفل علی ابن امیر الحاج ... علامۃ
ف۴: تنبیہ علی ... المنیۃ والدر المختار
ف۵: مسئلہ: پانی کے استنجے کے بعد ... کپڑے سے خوب پونچھ کر ... ہو تو بار بار بائیں ہاتھ سے یہاں تک کہ خشک ہو جائے۔
ف۶: مسئلہ: جس کپڑے سے استنجے کا پانی خشک کرے اوس سے باقی بدن کو نہ پونچھے
ف۷: معروضۃ علی العلامتین ط و ش

تنویر لقند
https://www.facebook.com/darahlesunnat

کما لایخفی فلا یفید کلام الشارح رحمہ اللہ تعالٰی **تنبیہ** علماء میں مشہور ہے کہ اپنے دامن آنچل سے بدن نہ پوچھنا چاہیے اور اسے بعض سلف سے نقل کرتے ہیں اور ردالمحتار میں فرمایا دامن سے ہاتھ منہ پوچھنا بھول پیدا کرتا ہے لمعات باب الغسل میں ہے الاولی ان لاینشف بذیلہ وطرف ثوبہ ونحوھما وحکی ذلک عن بعض السلف ارشاد الساری باب المضمضۃ والاستنشاق فی الجنابۃ میں ہے قال فی الذخائر واذا تنشف فالاولی ان لایکون بذیلہ وطرف ثوبہ ونحوھما ردالمحتار میں قبیل تیمم ہے زاد بعضہم مایورث النسیان اشیاء منہا مسح وجہہ اوید یہ بذیلہ ولسیّد عبد الغنی فیہا رسالۃ **اقول** یہ اہل تجربہ کی ارشادی باتیں ہیں کوئی شرعی ممانعت نہیں جامع ترمذی وسنن ابن ماجہ کی حدیثیں گزریں کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے گوشہ جامہ مبارک سے چہرہ اقدس کا پانی صاف فرمایا وذکر فی اشعۃ اللمعات فی حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ یحتمل ان یراد بالثوب الخرقۃ والمندیل **اقول** مع کونہ خلاف الظاہر لایحتملہ حدیث سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ ہاں ان کا ضعف ورعلماء میں اسکی شہرت اسے مقتضی کہ اس سے احتراز اولٰی ہو بل فی البنایۃ شرح الہدایۃ للامام العینی عن شرح الجامع الصغیر للامام فخر الاسلام ان الخرقۃ التی یمسح بہا الوضوء بدعۃ محدثۃ یجب ان تکرہ لانہا لم تکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا احد من الصحابۃ والتابعین قبل ذلک وانما کانوا یتمسحون باطراف اردیتہم اھ فہذا النص فی المقصود ثم ماذکر قدس سرہ من الکراہۃ فمحلہ اذا کان بثیاب فاخرۃ کما تعودہ المتجبرون قال الامام العینی بعد نقلہ وقال الفقیہ ابو اللیث فی شرح الجامع الصغیر کان الفقیہ ابو جعفر یقول انما یکرہ ذلک اذا کان شیئا نفیسا لان فی ذلک فخرا وتکبرا واما اذا لم تکن الخرقۃ نفیسۃ فلا باس بہ لانہ لایکون فیہ کبر وقول المصنف (ای صاحب الہدایۃ) ہو الصحیح ای ہذا القول (المذکور عن الفقیہین ابی اللیث وابی جعفر) ہو الصحیح وکذا قال فی جامع قاضی خان والمجتبٰی وذلک لان المسلمین قد استعملوا فی عامۃ البلدان منادیل فی الوضوء کیف وقد روی الترمذی فی جامعہ الخ ذکرھہنا حدیث ام المؤمنین المتقدم رضی اللہ تعالٰی عنہا **قلت** اما ما وقع فی القنیۃ من علم جواز المسح بثیابہ والعمامۃ ففی مسح الید بعد الاکل فانہ رمز اولا عس للامام علاء الدین السغدی وذکر انہ یجوز مسح الید علی الکاغذ ثم ذکر وامزا للمحیط یکرہ استعمال الکاغذ فی ولیمۃ یمسح بہا الاصابع ولا یجوز مسح الید علی ثیابہ ولا بالمستند ثم نقل عن استاذہ البدیع انہ قال فعلی ہذا لایجوز علی المنادیل الذی یوضع عند الخوان لمسح الایدی بہ لشرعہ بقولہ قلت لکن تعلیل عس فی بیانہ یقتضی جوازہ بالمندیل فانہ قال لان الثوب

ف۱ مسئلہ: دامن یا آنچل سے بدن پوچھنا شرعًا منع نہیں مگر دامن سے ہاتھ منہ پونچھنا بہتر نہیں، اہل تجربہ فرماتے ہیں کہ اس سے بھول پیدا ہوتی ہے۔

ف۲: تطفل علی الشیخ المحقق

ف۳ مسئلہ: کھانے کے بعد کاغذ سے ہاتھ پونچھنا

تنویر القنیۃ

ف۴ مسئلہ: کھانے کے بعد عمامہ و چادر سے ہاتھ پونچھنا منع ہے اس وقت کہ ہاتھ نہ دھوئے ہوں یا دھونے کے بعد بھی چکناہٹ باقی ہو جس سے کپڑا خراب ہو۔

https://www.facebook.com/darahlesunnat

ما لنبح لہذا او المندیل ینبح لہذا اھ فہذا کلہ فی المسح بعد الاکل **اقول** وانما لم یجز بثیاب اللبس والعمامۃ لانہ یفسدھا وافساد المال لایجوز ویحصل من ھذا ان محلہ ما اذا مسح قبل الغسل وکذا بعدہ ان کان فیہ دسم او رائحۃ تکرہ من الثوب وان لم تبق فی الطعام والاقلام لم فیما یظہر فلیراجع ولیحرر واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم ولنسم ھذا التحریر المنیر **تنویر القندیل فی اوصاف المندیل** ۔ والحمد للہ رب العٰلمین ؎

مسئلہ ۴: مرسلہ شیخ شوکت علی صاحب ۱۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ شرع محمدی فصل بست وہشتم دربیان مکروہات وضو میں ہے ۵ تیسرے تانبے کے برتن سے اگرچہ ہے وضو ناقص کریگا جو بشر یہ معلوم ہوا کہ تانبے کے برتن سے کیوں وضو ناقص ہے آج کل بہت شخص تانبے کے برتن لوٹے سے وضو کرتے ہیں کیا ان سب کا وضو ناقص ہوتا ہے بینوا توجروا

الجواب

تانبے کے برتن سے وضو کرنا اوس میں کھانا پینا سب بلاکراہت جائز ہے وضو میں کچھ نقصان نہیں آتا ہاں قلعی کے بعد چاہیے بے قلعی برتن میں کھانا پینا مکروہ ہے کہ جسمانی ضرر کا باعث ہو اور مٹی کا برتن تانبے سے افضل ہے علمانے وضو کے آداب ومستحبات سے شمار فرمایا کہ مٹی کے برتن سے ہو اور اس میں کھانا پینا بھی تواضع سے قریب تر ہے ردالمحتار میں فتح القدیر سے ہے (منہا) ای من اٰداب الوضوء (کون اٰنیتہ من خزف) اوسی میں اختیار شرح مختار سے ہے (اتخاذھا) ای اوانی الاکل والشرب (من الخزف افضل اذ لاسرف فیہ ولامخیلۃ وفی الحدیث من اتخذ اوانی بیتہ خزفا زارتہ الملئکۃ) ویجوز اتخاذھا من نحاس او رصاص اوسی میں ہے یکرہ الاکل فی النحاس الغیر المطلی بالرصاص لانہ یدخل الصداء فی الطعام فیورث ضررا عظیما واما بعدہ فلا اھ ملخصا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵: ۲۴ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر درمیان وضو کرنے کے ریح خارج ہو جائے یعنی دو عضو یا تین عضو دھولیے ہیں اور ایک یا دو باقی ہیں تو اس شخص کو از سرنو وضو کرنا چاہیے یا جو عضو باقی رہا ہے صرف اوسیکو دھولینا کافی ہے بینوا توجروا

الجواب

ازسرنو وضو کرے اوتنے اعضا کا غسل باطل ہو گیا مسئلہ بدیہی ہے کہ ناقض کامل ناقض ناقص بدرجہ اولٰی ہے معہذا بحر یہ کی بھی تصریح ہے درمختار میں ہے شرط صحتہا) ای الطہارۃ (صدور المطہر من اہلہ فی محلہ مع فقد مانعہ ردالمحتار میں ہے قولہ مع فقد مانعہ بان لایحصل ناقض فی خلال الطہارۃ لغیر معذور بہ نیز درمختار میں ہے وشرط لتعمیم الوضوء عن اٰخرہ